منصب کی طلب

ترجمان القرآن: فروری 2012ء محمد نصیر الدین

قیادت، منصب اور عہدے کی خواہش، تمنا اور آرزو موجودہ دور کا نیا فتنہ ہے۔ عمومی چلن یہ ہے کہ اقتدار، وزارت، صدارت، عہدے اور مناصب کے لیے کوشش، دوڑ دھوپ، گروپ بندی، نجویٰ، سازشیں عام بات ہوگئی ہیں، حتیٰ کہ آج کا انسان عہدے اور منصب کے لیے اُصول و اخلاق کی تمام حدوں کو پار کرنے لگا ہے۔

قیادت و سیادت پر کسی کو فائز کرنے کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ کہیں نامزدگی ہے، کہیں الیکشن ہے، اور کہیں نسل در نسل اقتدار کی منتقلی ہوتی ہے لیکن قیادت و منصب حاصل کرنے کا شوق، خواہش، آرزو، تمنا، ہر جگہ نظر آتا ہے۔ ملک، قوم، علاقہ، سیاسی یا سماجی تفریق کے بغیر یہ چیز عام ہے، کیونکہ قیادت و منصب، عزت و شہرت، نام وَری، آرام و آسایش، دنیاوی چکاچوند، رعب و دبدبہ کے حصول کا آسان ذریعہ بن گیا ہے۔ قیادت و منصب کے دعوے دار عموماً اپنی اس خواہش کے پیچھے قوم و ملت کی خدمت و سربلندی، ملک کی ترقی، تنظیم کا استحکام اور بعض وقت دین کی خدمت کا بھی دعویٰ کرتے ہیں، لیکن مشاہدہ بتلاتا ہے کہ حصولِ مقصد کے بعد وہ اپنے پوشیدہ مقاصد کے لیے سرگرم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دنیاوی جاہ و عظمت، شہرت و عزت و نام وَری، اشتہار بازی، آرام و آسایش کی تمنا اور اقربا پروری ان کی روز مرہ سرگرمیوں میں بہ آسانی نظر آتی ہے۔ اس کے برعکس الحمدللہ اسلامی تحریکات اس مرض اور اس ذہنیت سے دُور ہیں، تاہم اگر کہیں اس کے آثار پائے جاتے ہوں تو ان کے سدباب کی فکر کی جانی چاہیے۔

دینِ اسلام کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عہدہ و منصب کے سلسلے میں بھی اپنے ماننے والوں کو واضح رہنمائی کی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز یہ سکھلائی گئی کہ کوئی بھی فرد اپنے اندر عہدہ یا منصب کی آرزو یا تمنا نہ رکھے۔ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے: ''کبھی امارت کی طلب نہ کرو۔ اگر تمھیں مانگنے سے ملے تو تم نفس کے پھندوں میں پھنس جاؤ گے اور اگر بے طلب ملے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھاری مدد ہوگی''۔ آپؐ نے فرمایا: ''ایک زمانہ آئے گا کہ تم لوگ امارت و سرداری کی تمنا کرو گے حالانکہ یہ قیامت کے دن ندامت کا سبب ہوگی'' (بخاری)۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک اور حدیث روایت کی ہے کہ ان کے ساتھ آئے ہوئے اشعریوں میں سے دو اشخاص نے نبی کریمؐ سے عہدہ طلب کیا تو آپؐ نے فرمایا: ہم اس شخص کو جو عہدے کا طلب گار ہو، کام اور عہدے کی ذمہ داریاں

سپرد نہیں کرتے''۔ مذکورہ احادیث کی روشنی میں جب مسلم معاشرے کا جائزہ لیں تو پتا چلے گا کہ مذکورہ ہدایات سے گویا کہ لوگوں نے منہ پھیر لیا ہے۔ چنانچہ مختلف انداز، طور طریقے اور رنگ ڈھنگ علانیہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ کس شخص میں عہدہ اور منصب کی خواہش انگڑائیاں لے رہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جماعت اسلامی نے اپنے دستور میں واضح طور پر یہ ہدایت دی ہے کہ عہدے کے خواہش مند افراد کا کسی بھی فورم کے لیے انتخاب نہ کیا جائے۔ دوسری اہم چیز جو اسلام اپنے ماننے والوں کو اس سلسلے میں سکھاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ عہدہ یا منصب کے لیے کیسے انتخاب کریں۔

اُمت مسلمہ میں علما اور حکمرانوں کو خاص اہمیت حاصل ہے کیوں کہ جب تک یہ اسلام پر ثابت قدم رہیں گے اور اسلام پر کاربند رہیں گے تو ساری اُمت بھی اسلام پر چلے گی اور اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے گی۔ جس قوم کے حکمران درست نہیں ہوتے وہ قوم بھی درست نہیں ہوتی۔ اسی طرح کسی تحریک اور جماعت کے استحکام، فروغ اور پھیلاؤ کا دار و مدار بھی اس جماعت کے سربراہ پر منحصر ہوتا ہے۔ کوئی جنگ محض فوجیوں کی کثرت اور وسائل کی فراوانی کی بنیاد پر نہیں جیتی جاتی بلکہ فوج کے سربراہ کی قابلیت، ذہانت، چابک دستی، دانش مندی اور احساسِ ذمہ داری کے سہارے جیتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو گروہ ہیں، اگر وہ درست ہوں تو اُمت درست ہے اور اگر وہ بگڑ جائیں تو اُمت بگڑ جائے: حکمران اور علما۔''

اخوان المسلمون کے مشہور رہنما محمد الغزالی نے قیادت و منصب کے متعلق بڑی جامع باتیں ارشاد فرمائی ہیں: ''ہماری تاریخ اسلام میں پھیلنے والی بدترین خصلت قیادت سے محبت اور امارت کی حرص ہے، جب کہ اسلام نے اس سے سختی سے ڈرایا ہے اور اُمت کو صاف حکم دیا ہے کہ جو شخص اس کی خواہش رکھتا ہو، اس کا لالچ اسے جد و جہد پر آمادہ کرتا ہو، اور وہ اس مرتبے پر پہنچنے کے لیے تمام ممکن ذرائع و وسائل استعمال کرتا ہو، یہ عہدہ اور منصب کبھی اس کے حوالے نہ کیا جائے۔ لیکن ہمارے یہاں ایسے افراد کی کمی نہ تھی جو قیادت سے عشق رکھتے تھے تاکہ سوسائٹی پر اپنی چودھراہٹ مسلط کر سکیں، ان میں ایسے افراد کم تھے جو اپنے اندر قیادت اور رہنمائی کی صلاحیت اور صفات کے حامل تھے، بلکہ بیش تر اپنی ذات کو نمایاں کرنے اور دوسروں سے آگے بڑھ جانے کی خواہش کے مریض تھے۔ نیک بخت قومیں اپنی قیادت کی باگ ڈور ان لوگوں کے ہاتھوں میں دیتی ہیں جو کسی ذمہ داری کو لیتے ہوئے قلق اور اضطراب

میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور دولت و ثروت سمیٹنے اور دوسروں پر برتری جمانے کے عزائم ان کے اندر دب چکے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اسلامی تاریخ کو ایسے افراد اور خاندانوں ہی نے ریزہ ریزہ کیا جو حکومت کو واسطہ بنا کر اقتدار اور عیش و عشرت پر قابض ہو جانا چاہتے تھے۔ تباہی ہے ایسی اُمت کے لیے جس نے اپنی زمامِ کار بد ترین لوگوں کے حوالے کی اور اِس خدائی فرمان سے سرکشی کا اظہار کیا: ''بے شک اللہ انھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں (عہدے اور مناصب) اہل لوگوں کے سپرد کرو۔''

عہدہ اور منصب کی طلب یقیناً ایک فتنہ ہے لیکن اس سے بڑی خرابی یہ ہے کہ کسی ملک، قوم، جماعت اور گروہ کی سربراہی کے لیے لوگ عہدہ اور منصب کے طلب گاروں یا نااہلوں کے حق میں رائے دیں یا ان کی تائید کریں۔ اپنے مفادات کے لیے، دوستی یا تعلق کی بنا پر احسان کی قیمت کے طور پر یا کسی اور غرض یا وجہ سے اہل، قابل، باصلاحیت اور موزوں افراد کے مقابلے میں کمزور، نااہل یا غیر موزوں افراد کے حق میں رائے دینا یا ان کے حق میں فیصلہ کرنا یا ان کا تقرر کرنا صریح طور پر حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی ہے۔ بعض لوگ اپنی رائے کا استعمال یوں ہی بے سمجھے بوجھے یا عدم سنجیدگی کے عالم میں کر دیتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر غیر موزوں افراد مختلف عہدوں اور مناصب پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی ہدایت الٰہی سے صرفِ نظر کرنے کے مماثل ہے۔ بسا اوقات لوگ رائے کا استعمال کرتے ہوئے دوسروں کے مشوروں کو بلا سوچے سمجھے قبول کر لیتے ہیں اور جس منصب کے لیے انھیں رائے دینا ہے اس منصب کے لیے ضروری صفات کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ ایسے میں نااہل لوگوں کا انتخاب ہونے کا امکان رہتا ہے جس کی وجہ سے بعد میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح کے رویے سے بچنا بھی نہایت ضروری ہے۔ تحریک اور تنظیم کے فروغ اور استحکام کی فکر کرنا اور انتخاب کے موقع پر عدم سنجیدگی کا رویہ اختیار کرنا بجاے خود توجہ طلب ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع کی جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ (پوچھا گیا) یارسولؐ اللہ، امانت کا ضائع ہونا کیسے ہو گا؟ فرمایا: ''جب کام نااہل کے سپرد کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (بخاری)

فی زمانہ تنظیموں، اداروں، انجمنوں اور سوسائٹیوں کے عہدے اور منصب، نام و نمود، مختلف فوائد و مراعات، عیش و سرور کا ذریعہ بن گئے ہیں جس کی وجہ سے عہدوں اور مناصب کی طلب اور لالچ میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تنظیم در تنظیم اور فورم در فورم کا لامتناہی سلسلہ ہر طرف نظر آتا ہے۔ بدقسمتی سے دین و ملت کی خدمت کے دعوے دار اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پیکر بھی اس

کیفیت سے محفوظ نہیں رہ سکے، حالانکہ اللہ کے آخری رسول نے قیادت و منصب پر فائز افراد کو ان کی ذمہ داریوں کے تئیں واضح احکام بیان فرمائے ہیں اور وعیدیں سنائی ہیں:

- جسے اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا راعی بنائے اور وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں خیانت کا ارتکاب کر کے مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

- جسے اللہ عزو جل نے مسلمانوں کے بعض امور کا نگران بنایا اور وہ ان کی ضروریات سے بے پرواہو کر بیٹھا رہا، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورت سے بے نیاز ہو جائے گا۔ (ترمذی)

- جس بندے کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔

- جو شخص ۱۰ یا ۱۰ سے زیادہ اشخاص کا ذمہ دار ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح آئے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ پھر یا تو اس کی نیکی اس کو آزادی دلائے گی یا اس کے گناہ اس کو ہلاک کر دیں گے۔

- جس کسی کو مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا گیا اور اس نے قرابت داری کی بنا پر کسی کو ذمہ دار مقرر کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے نہ کوئی صدقہ قبول کرے گا اور نہ سفارش، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دے گا۔ (حاکم)

- جس نے عصبیت اور قرابت داری کی بنا پر کسی شخص کو حاکم مقرر کیا حالانکہ لوگوں میں اس سے بہتر شخص موجود تھا تو اس نے اللہ، اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ (حاکم)

اسلام میں قیادت و سیادت کا مقام دین کے قیام، اعلاے کلمۃ اللہ، اللہ کی سرزمین پر اللہ کے احکام و فرائض نافذ کرنے اور اہلِ حاجات کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے متعین کیا گیا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: ''سربراہ کی ناسمجھی اور جذباتی اور بے سمجھے بوجھے کام کرنے سے زیادہ نقصان دہ اور ناپسندیدہ کوئی دوسری نادانی نہیں ہے۔ ایک حاکم کی عیش کوشی سے زیادہ اللہ کو کسی اور کی عیش کوشی اور جہالت ناپسند نہیں''۔ جو لوگ قیادت و منصب پر فائز ہوتے ہیں، ان کے مشیروں اور معاونین کے کردار کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اگر وہ رضاے الٰہی کو اوڑھنا بچھونا بناتے ہیں تو وہ اہلِ منصب کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں اور حق و ناحق اور صحیح و غلط کا بروقت

اظہار کر سکتے ہیں، جس سے اہلِ منصب اور قیادت پر مامور افراد بھی حق وانصاف پر قائم رہ سکتے ہیں اور دنیاوی خرابیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، ورنہ وہ عیش وعشرت کے اسیر دُنیا کی چکاچوند سے متاثر، مفادات کے غلام اقرباپروری کے پروردہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت کعب بن عجرةؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نو آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ”دیکھو! میرے بعد ایسے امرا آئیں گے کہ جو ان کی جھوٹی باتوں کو سچ کہے گا اور ان کے ظلم کرنے میں مدد کرے گا، نہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق۔ قیامت کے دن وہ میرے حوض پر بھی نہ آسکے گا“۔(نسائی)

وہ لوگ جو قوم وملت کی قیادت کا دعویٰ کرتے ہیں، ملک وقوم کی رہنمائی کرنے کے متمنی ہیں اور قیادت ومنصب کے حامل ہیں، چاہے ان کا دائرہ کار محدود ہی کیوں نہ ہو، انھیں مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں اپنے قول وفعل کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ اپنے، اقربا واحباب کی پسند، منفعت، مفاد اور فائدے کی خاطر اور زمانہ اور زمانہ پرستوں سے متاثر ہو کر زندگی گزاریں گے تو کبھی بھی فلاح نہیں پاسکتے۔ فلاح وکامیابی اور خوشنودی رب کا راز تو رضائے الٰہی، مرضی الٰہی اور ہدایتِ رسولؐ وشریعت کی بے چوں وچرا پابندی ہی میں مضمر ہے۔(حیدر آباد، بھارت)